اختلاف: اتفاق واتحاد کی ضد ہے، کسی بھی ملک اور سماج ومعاشرہ میں امن وامان قائم رہنے اور اس کے باشندوں کی کامیابی وترقی کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ وہ انسانی بنیادوں پر باہم شیر وشکر بن کر، پیار ومحبت اور اخوت وبھائی چارگی کے ساتھ زندگی گزارنے والے ہوں، اس کے برخلاف اختلاف وانتشار، مذہبی وسیاسی گروہ بندیاں اور عدل وانصاف کے تقاضوں کا گلہ گھونٹ دینے سے یکسر بدامنی وبے چینی، کدورتوں اور نفرتوں کا ماحول پیدا ہوتا ہے، جس کی ایک چنگاری پورے ملک اور سماج کے خرمنِ امن وشانتی کو جلا کر خاکستر کر دیتی ہے، اور بلا تفریق قوم و مذہب وہاں کا بچہ بچہ کراہ اٹھتا ہے، جسے ملک وملت کا ہر باشعور شخص محسوس کر سکتا ہے، جبکہ انفرادی واجتماعی زندگی میں رواداری اور پیار ومحبت کا عنصر غالب رکھنے اور ایک دوسرے کو برداشت کر کے سماج کو امن وامان کا گہوارہ بنایا جا سکتا ہے، مذہب اسلام اول دن سے اپنے ماننے والوں کو احترام انسانیت کا درس پڑھاتا ہے، جس کی پاکیزہ تعلیمات میں فرقہ بندی، تفرقہ بازی، قتل وغارت گری، انتشار اور تناؤ کا ماحول بنائے رکھنے اور عام لوگوں کو دین ومذہب کے نام پر ایذا پہونچانے اور خوف وہراس میں مبتلا کرنے کی کوئی جگہ نہیں ہے، اسلام ایسے ہر عمل کو جس سے انسانی قدروں اور باہمی اتحاد کی بنیادوں کو ٹھیس پہونچتی ہو کڑی نندا کرتا ہے، مذہب اسلام تو دنیا میں آیا ہی اسی لئے ہے کہ انسانیت کو جھوٹے خداؤں کی پرستش، قبائلی عصبیت وخانہ جنگی، اور جاہلی طرز زندگی سے نکال کر ایک اللہ واحد کی بارگاہ میں جھکا دے، اور انہیں کتاب وسنت کی سیدھی شاہراہ پر گامزن کر دے، اور انسانیت کو اس کا بھولا ہوا سبق یاد دلا دے۔

مگر افسوس! آج اس مہلک بیماری کا شکار کوئی غیر نہیں سب سے زیادہ مسلمان امت ہے، ملت اسلامیہ کا ہر دردمند دل رکھنے والا مسلمان اچھی طرح سے سمجھ سکتا ہے کہ آج یہ امت کس طرح کے تکلیف دہ حالات اور مشکل ترین دور سے گذر رہی ہے، خارجی وداخلی اختلافات نے ہمیں ہلاکت وبربادی کے دھانے پر لا کھڑا کیا ہے، شاید کہ امت کی تاریخ نے انحطاط وزوال پذیری کا ایسا دور نہیں دیکھا تھا، خطۂ زمین کا ہر گوشہ چیخ چیخ کر ہماری ذلت وخواری کی دہائی دے رہا ہے، جس طرف رخ کیجئے ہمارا ہی خون بہہ رہا ہے، ہماری ہی بہن بیٹیوں کی عزت وآبرو نیلام ہو رہی ہے، معصوم بچوں کی سسکتی آہیں، بیواؤں کے کرب ناک آنسو، پھٹی کٹی لاشیں، خون کے آنسو رلانے کے لئے کافی ہیں، مگر وائے افسوس! ملت کے ٹھیکیداروں کی ناعاقبت اندیشی وبے حسی پر جنہیں ایسے نازک ملی مسائل پر بھی اجتماعیت کا ثبوت دینے کے بجائے فرقہ پرستی اور مسلک بچانے کی سوجھی ہوئی ہے، ملت فروشوں نے قوم کے اجتماعی مصالح کو مفاد پرستی وشکم پروری کے بھینٹ چڑھا دیا، اللہ رب العالمین اسی خطرناک مرض کی تشخیص کرتے ہوئے تنبیہ فرماتا ہے: ’’اور آپس میں جھگڑا نہ کرو کہ تم ناکام ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، (الانفال: ۴۶) یہی وہ بدترین اور مذموم اختلاف ہے جس نے سابقہ امتوں کو ٹکڑیوں میں بانٹ دیا، جس کی وجہ سے ان کی شان وشوکت اور قوت طاقت پارہ پارہ ہو کر رہ گئی، نبی کریم ﷺ کو آگاہ کرتے ہوئے اللہ تعالی فرماتا ہے: ’’بے شک جن لوگوں نے اپنے دین کو جدا جدا کر دیا اور گروہ گروہ بن گئے، آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں،، (الانعام: ۱۵۹) ایک اور مقام پر فرمایا: ’’تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے اپنے پاس روشن دلیلیں آجانے کے بعد بھی تفرقہ ڈالا اور اختلاف کیا، انہیں لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے،، (آل عمران: ۱۰۵) مگر ہم نے اتحاد کی مضبوط بنیادوں اور سنہرے اصولوں کو پس پشت ڈال دیا اور جانتے بوجھتے اہل کتاب (یہود نصاری) کی اصل بیماریوں کے وارث بن گئے، اہل کتاب کا اختلاف جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے نہ تھا، بعینہ موجودہ دور میں مسلک پرستی کا اختلاف ذاتی مفاد اور انا کی بنیاد پر ہے، جس نے پورے مسلم معاشرہ کو اندر سے کھوکھلا کر دیا ہے، اور دائمی ضعف وکمزوریاں ہمارا مقدر بن گئیں، مگر یاد رکھو! اگر اپنا کھویا ہوا مقام پانا چاہتے ہو تو آج بھی اس بیماری کا علاج وہی ہے جس کے ذریعہ اللہ تعالی نے اس امت کے اول دستے کا علاج کیا ہے: ارشاد باری تعالی ہے: ’’اللہ تعالی کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو، اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو،، (آل عمران: ۱۰۳) معلوم ہوا کہ انہیں دونوں اصولوں کے اپنانے ہی میں نجات اور کامیابی ہے، اور اعتصام بالکتاب والسنۃ ہی کی بنیاد پر اتحاد بھی قائم ہو کر برقرار رہ سکتا ہے، مذکورہ دونوں اصولوں سے انحراف کرو گے تو اس کا لازمی نتیجہ انتشار اور فرقہ بندی ہی جنم لے گی۔

یہ جاننا بھی ازحد ضروری ہے کہ ہر اختلاف مذموم نہیں ہوتا، بعض اختلافات مقبول ہوتے ہیں، انسان دوسری مخلوقات کی طرح اللہ تعالی کی عظیم مخلوق ہے، وہ تکوینی حیثیت سے ہر جگہ ہوا، غذا، پانی اور بشری ضرورتوں کا محتاج ہے، اللہ نے ہمیں مختلف رنگ، زبان اور طبیعت ومزاج پر پیدا کیا ہے، تمام لوگوں کا سارے امور ومعاملات، افکار وتصورات میں کسی ایک نقطۂ نظر کا پابند ہو جانا انسانی عقل وحواس کے لئے غیر فطری عمل ہے، انفرادی واجتماعی زندگی میں رنگ ونسل، عادات واخلاق، پسند وناپسند، صلاحیتیں اور مہارتیں انسانی سوچ وبچار میں فرق اور تفاوت کا ہونا لازمی شیٔ ہے، ہاں! مگر کسی شخص کی ذاتی رائے اور خیال سے دوسرے کو اتفاق واختلاف کرنے کا پورا حق ہے، تخلیقی واکتسابی حیثیت سے یہ خصوصیتیں اور صلاحیتیں ہر انسان میں مختلف ہوتی ہیں، ان میں بہت حد تک یکسانیت اور ہم آہنگی پیدا کی جا سکتی ہے، مگر کلی اتفاق ہونا ضروری نہیں ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے: ’’اگر آپ کا پروردگار چاہتا تو سب لوگوں کو ایک ہی امت بنائے رکھتا، وہ تو برابر اختلاف کرتے ہی رہیں گے، مگر جن پر آپ کا رب رحم فرمائے، اسی لئے تو اس نے انہیں پیدا کیا ہے،، (ہود: ۱۱۸) معلوم ہوا کہ اگر اصول وضوابط اور حدود وآداب کی روشنی میں رائے اور فہم کا اختلاف ہو تو وہ فرقہ بندی اور ملت کو فرقوں میں تقسیم کر دینے کا سبب نہیں بنتا،

صحابہ وتابعین اور دور سلف کے اختلافات پر ایک نظر ڈالنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ ان کا اختلاف اصول اور عقائد ومنہج میں نہ تھا، ان کا اختلاف فروعی اور اجتہادی مسائل میں، نصوص کے فہم میں، دلیل کے نہ معلوم ہو پانے کے سبب تھا، جہاں وسعتِ فکر ونظر کی شادابی مختلف گوشوں اور پہلوؤں پر دقت نظری وتبادلہ خیالات، سنجیدگی ومتانت کا صحت مندانہ کردار، اسلامی اخوت وبھائی چارگی اور دینی رشتوں کے احترام نے ہمیشہ انہیں ایک ڈور سے باندھے رکھا، اجتہادی غلطیاں سرزد ہوئیں مگر ان کی سوچ نفسانیت وہوی پرستی کے خبیث امراض سے پاک رہی، اسی لئے ان کا اختلاف ان کے رشتوں اور تعلقات پر اثر انداز نہ ہو سکا، ایک ہی مسئلے میں رائیں مختلف ہونے کے باوجود ادب واحترام کی حد بندیاں ہمیشہ قائم رہیں، امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنی دور خلافت میں منی میں چار رکعات نماز (بغیر قصر کے) پڑھی، عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس پر نکیر کرتے ہوئے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر الصدیق، عمر بن الخطاب اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ابتدائی دور میں دو ہی رکعت پڑھی ہے،

پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے خود بھی چار رکعات پڑھی، لوگوں نے پوچھا کہ آپ تو ابھی بیان کر رہے تھے کہ نبی کریم ﷺ اور شیخین سے دو رکعت (قصر) پڑھی ہے، فرمایا: ہاں! مگر عثمانؓ امام ہیں، اور میں ان کی مخالفت نہیں کرسکتا، ''والخلاف شرٌّ''، اور اختلاف پیدا شر وبرائی ہے،، (سنن ابی داؤد: ۱۹۶۰ صحیح، سنن الکبری للبیہقی: ۵۴۳۶ سندہ صحیح) اسی طرح ضرار بن حمزہ الکنانی رحمہ اللہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی چند خوبیاں بیان فرمائی، تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ رونے لگے، اور فرمایا: ابوالحسن (حضرت علیؓ) پر اللہ رحم فرمائے وہ بالکل ایسے ہی تھے جیسے تم نے کہا (الاستیعاب: ۴/ ۱۶۹۷، بحوالہ شاملہ) امام قرطبی رحمہ اللہ: ائمہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مسلکی رواداری اور ایک دوسرے کی عزت واحترام کا حال بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''حرم مدنی میں مالکی مسلک کے ائمہ نماز پڑھاتے وہ تسمیہ (بسم اللہ) جہری پڑھتے نہ سری، مگر ان کے پیچھے امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ اور ان کے شاگرد (اختلاف رائے کے باوجود) نماز پڑھتے تھے، اسی طرح ایک دفعہ امام ابو یوسفؒ نے ہارون رشیدؒ کے پیچھے نماز ادا کی، معلوم ہوا امیر المومنین نے پوچھنہ (حجامہ) لگوایا ہے، اور امام مالک رحمہ اللہ نے انہیں فتوی دیا ہے کہ دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے اپنی نماز نہیں دہرائی، / الجامع أحکام القرآن للقرطبی: ۲۳/ ۵/ ۳۷۵)) جب کہ حنفیہ کے نزدیک خون کا نکلنا ناقض وضو ہے، مگر ایک عالم کے فتوی کا احترام کرتے ہوئے جو دلیل کے مطابق تھا اپنا مسلک چھوڑ دیا،، امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''بعض مسائل میں صحابہ کے درمیان بھی اختلاف ہوا، (دلیل کی بنیاد پر دوسرے کے موقف کی سخت تردید فرمائی) بعض صحابہ کی رائے تھی کہ محمد ﷺ نے اللہ تعالی کو دنیا کی آنکھ سے دیکھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سخت ردّ کرتے ہوئے فرمایا: جس نے ایسا گمان کیا نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالی کو دیکھا تو اس نے اللہ تعالی پر جھوٹ باندھا، اس کے باوجود انہوں نے ایک دوسرے سے سلام وکلام، اور تعلقات کو منقطع نہیں کیا، (مجموع الفتاوی: ۶/ ۵۰۲) کبھی اپنی مسجدوں اور درسگاہوں کا دروازہ دوسروں کے لئے بند نہیں کیا، بلکہ ایک دوسرے کے علم سے فائدہ اٹھاتے رہے، اس مسلکی رواداری کے برخلاف جن لوگوں نے اصول وعقائد میں اختلاف کیا وہ دین کی اصل شاہراہ پر قائم نہ رہ سکے، اپنی تشدد آمیز

روش، اور عقلانیت پرستی کے سبب مذموم قسم کی گروبندی کا شکار ہوگئے، آج اسی قسم کی ہوی پرستی اور تعصب کی خطرناک بیماری ہمارے قلب وروح میں سرایت کرگئی ہے، ہر شخص اللہ کے دین پر مسلکی اجارہ داری قائم کرکے بیٹھا ہوا ہے، بس! ہم اور ہمارا مسلک اور ہماری جماعت، کیا حق ہے اور کیا باطل اس سے کوئی سروکار نہیں، اسی تنگ نظری کی وجہ سے ہم کسی اور کو برداشت کرنے کی صلاحیت کھو چکے ہیں، ذاتی مفاد اور شکم پروری کی حد بندیوں سے اوپر اٹھ کر سوچنا بھی گناہ سمجھتے ہیں، ہم اپنے نازک ترین اختلافی مسائل میں بھی اعدائے اسلام کی چالوں اور ہتھکنڈوں کو باریک بینی وفراست کی روشنی میں بھانپنے سے قاصر ہیں، موجودہ اختلاف کی یہ شدت امت مسلمہ ہندیہ کے لئے انتہائی افسوس ناک پہلو ہے کہ ایک مسلمان اپنے دینی بھائیوں سے خوف ودہشت محسوس کرتا ہو، اور اغیار سے امن وامان کا طلب گار ہے، اسی رقابت اور تخریب کاری، عصبیت وگروہ بندی پر دور جاہلیت کا یہ مقولہ صادق آتا ہے: کَذَّابُ رَبِیعَةَ أفضل مِن صادقِ مُضَر،، یعنی قبیلہ ربیعہ کا جھوٹا بھی قبیلہ مضر کے سچے آدمی سے بہتر ہے،، جب حق وانصاف کا پیمانہ مفاد پرستی کے نذر ہوجاتا ہے تو اسی قسم کی صورت حال پیدا ہوتی ہے، اور حق وانصاف کا گلا اپنوں ہی کے ہاتھوں گھونٹ دیا جاتا ہے، جماعتوں اور ملتوں کے قائدین ورہبروں کو سنجیدہ ہوکر موجودہ حالات کا تجزیہ کرنا چاہئے، کبر ونخوت خود پسندی اور ملت فروشی کا کاروبار کرنے کے بجائے عارضی مفاد کے تنگ گھیروں سے نکل کر باہر جھانکنے اور فراخدلی کا ثبوت دینے کی ضرورت ہے، مسلکی تحفظات کو مقدم کرنے کے بجائے ملت اسلامیہ ہندیہ کے اجتماعی مصلحتوں اور بھلائیوں کی فکر دامنگیر ہونی چاہیے، اللہ رب العالمین موجودہ فتنوں سے ہم سب کی حفاظت فرمائے، اتحاد واتفاق کے ساتھ زندگی بسر کرنے کی توفیق بخشے، اور ہر طرح کی آزمائشوں میں ثبات قدمی نصیب فرمائے،

''البر فاؤنڈیشن ممبئی،، کے زیر اشراف شائع ہونے والا پندرہ روزہ ''جمعہ کا پیغام،، کا ۳۲واں شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے، آپ تمام احباب سے گذارش ہے کہ اپنے مفید مشوروں سے نوازیں، اور، دامے درمے سخنے قدمے، ہر ممکن طریقے سے ''البر فاؤنڈیشن،، کا مدد ومعاون بنیں، تاکہ دعوت وتبلیغ کا یہ سلسلہ جاری وساری رہے، آمین۔

Smile Print, Chembur 9819889864